"قرونِ وسطیٰ کے بعض تاریخی واقعات کو مسخ کرنے والی ایک کتاب"

پرتھوی راج راسو

از
جناب قاضی محمد شبیر الدین صاحب پنڈت ایم اے (علیگ)
(وائس پرنسپل اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول شملہ چھاپڑ)

پرتھوی راج راسو ۲ ۱/۲ ہزار صفحات کی ایک ضخیم رزمیہ نظم ہے جو ۱۰۰۵۰۰ اشلوکوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں ۶۹ سمّے یا ابواب ہیں۔ اسی کی روایات پر یقین کر کے اب تک مورخین اس عہد کے واقعات کو مستند مانتے رہے لیکن عصرِ حاضر کی تحقیقات راسو کی روایات کو فرضی و جعلی تصور کرتی ہیں۔ چندبردائی راسو کے مطابق لاہور میں پیدا ہوا۔ یہ بھاٹ ذات کا جگات نامی قبیلہ کا ایک فرد تھا۔

رائے بہادر ڈاکٹر شیام سندر داس جی کا لکھنا یہ ہے کہ راجہ پرتھوی راج کے دربار میں چندکوی نام کا کوئی شاعر تھا تو ضرور اور اس نے راسو بھی لکھا لیکن اب وہ اپنی اصلی حالت پر نہیں ہے اس میں بہت سے رد و بدل ہوئے اور آخر میں رانا پرتاپ سنگھ کے لڑکے امر سنگھ کے حکم سے ان سب کو یکجا کر دیا گیا۔ اس وقت "منیہ سنگھ" نامی کوی نے اپنی طرف سے اس میں بہت سی فرضی داستانیں اضافہ کر دیں۔ اس کی تائید مہا مہوپادھیائے پنڈت ہر پرشاد شاستری بھی کرتے ہیں۔ پنڈت جی موصوف نے ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۳ء تک بغرض تحقیق راجپوتانہ کے تین چکر لگائے۔ وہ ناگور جا کر چند کوی نسل کے ایک نامی گرامی بھاٹ نانو رام سے ملے۔ ناگور چندکوی کو بطور جاگیر دیا گیا تھا وہاں اس کے خاندان کے لوگ اب تک موجود ہیں۔ نانو رام نے پنڈت جی موصوف کو بتایا کہ چندبردائی نے

صرف تین چار ہزار اشلوک لکھے تھے۔ اس کے بعد اس کے لڑکے جَلّ چند نے آخری دس باب لکھ کر راسو کو ختم کر دیا تھا۔ بعد کے لوگوں نے اس میں اضافے کئے۔ اکبر نے راسو کو سنا تھا اور اس کی ہمت افزائی سے اس زمانہ میں بہت سے راسو لکھے گئے۔ نانو رام کا دعویٰ ہے کہ اس کے پاس اصلی راسو کی نقل موجود ہے لیکن پنڈت جی موصوف اس سے ھوبہ ٹیمّے کی جو نقل ہمراہ لائے تھے وہ بالکل اوٹ پٹانگ اور ردی نکلی۔

مہامہوپادھیائے پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا راسو کو سترھویں صدی کا ایک نہایت لغو اور جعلی دستاویز قرار دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ "اس میں چوہانوں، چالوکیوں، پرتہار اور پرماروں کی پیدائش چوہانوں کی بنشاولی (شجرہ)، پرتھوی راج کی ماں، بہن، لڑکے، رانیاں نیز بہت سے واقعات اور اُن کے سنین سب کے سب غلط اور فرضی ہیں۔ زبان و بیان کے اعتبار سے بھی یہ تصنیف پرانی نہیں ہے۔" آگے لکھتے ہیں کہ "بعض لوگ یہ کہہ کر مغالطہ میں ڈالتے ہیں کہ راسو میں بعد کو اضافے ہوتے رہے ورنہ پہلے یہ بھاری بھرکم کتاب نہیں تھی حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب ایک ہی وقت میں ترتیب دی گئی ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ راجہ کر دلی کے درباری شاعر پنڈت جدو ناتھ جو چند کوی کی نسل سے ہیں اس میں ۱۰۰۰۵ اشلوکوں کا ہونا شروع ہی سے تسلیم کرتے ہیں۔"

بہر حال چند کوی نے جو کچھ لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ "چوہان راجپوت آبو پہاڑ پر کئے گئے، یگیہ کی وجہ سے آگ سے پیدا ہوئے، راجہ پرتھوی راج اجمیر کے راجہ سومیسور کے لڑکے اور ارنوجی کے پوتے تھے۔ سومیسور کو دہلی کے راجہ اننگ پال کی لڑکی کملا منسوب تھی اسی سے پرتھوی راج نے جنم لیا۔ اننگ پال کی دوسری لڑکی سندری قنوج کے راجہ جے چند کے والد وجے پال کو منسوب تھی۔ اننگ پال نے اپنے نواسے پرتھوی راج کو اپنا متبنیٰ کیا۔ جے چند اور پرتھوی راج میں کشیدگی اسی وجہ سے پیدا ہوئی بعد کو راج سوئیہ یگیہ اور سنجوگتا کے سوئمبر کی وجہ سے دشمنی میں اضافہ ہو گیا۔ پرتھوی راج اور محمد غوری میں گیارہ لڑائیاں ہوئیں۔ محمد غوری کو دو مرتبہ گرفتار کر کے چھوڑ دیا گیا۔ آخر میں محمد غوری کو قنوج و گجرات کے راجاؤں نے پرتھوی راج پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ محمد غوری

پرتھوی راج کو گرفتار کر کے غزنی لے گیا اور وہاں لے جا کر قید کر دیا۔ چندبردائی بھیس بدل کر غزنی پہونچا اور پرتھوی راج سے ملاقات کی۔ آخر میں پرتھوی راج کے تیر سے محمد غوری مارا گیا اور پھر دونوں ایک دوسرے کو مار کر مر گئے"۔ درمیان میں جگہ جگہ اور بھی بہت سی فرضی داستانیں ہیں۔ محمد غوری اور پرتھوی راج میں دشمنی کا اصل سبب یہ بتایا ہے کہ محمد غوری کے دربار میں حسین شاہ نام کا ایک سردار تھا اس کی بیوی "چترریکھا" نہایت حسین تھی جس کو محمد غوری اپنے عقد میں لینا چاہتا تھا اس پر یہ دونوں غزنی سے بھاگ کر پرتھوی راج کی شرن (پناہ) میں آگئے۔ محمد غوری نے ان دونوں کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن پرتھوی راج نے پناہ گزیں کو واپس کر دینا اپنی توہین سمجھا وغیرہ وغیرہ

اب آیئے ذرا اس کے واقعات پر ایک تحقیقی نظر ڈالیں۔

راسو پر تحقیقی نظر

ڈاکٹر بولر نے سنسکرت کی کتابوں کی تلاش میں کشمیر کا سفر کیا تھا وہاں انھیں سنسکرت کی ایک کتاب ہاتھ لگی۔ کتاب کا نام "پرتھوی راج وجے" ہے جس کو جیانک کوی نے تصنیف کیا ہے۔ اس کتاب پر کلہن کی راج ترنگنی کے مفسر جون راج المتوفی سنہ ۱۴۳۰ء سمبت کے حواشی درج ہیں۔ پرتھوی راج وجے میں جو کچھ لکھا ہے وہ چندبردائی کے راسو کے بالکل خلاف ہے۔

(۱) اس کے لکھے ہوئے واقعات کی تصدیق ان تمام کتبہ جات سے ہوتی ہے جو ۱۰۳۰ سے ۱۲۲۶ سمبت بکرمی تک پائے گئے۔ اس کتاب میں جو شجرے درج ہیں ان کی صحت مالوہ اور گجرات کے کتبہ جات سے ہوتی ہے۔

(۲) پرتھوی راج وجے کے مطابق سومیسور کا بیاہ چیدی کے راجہ اچل راج عرف تیجل کی لڑکی "کرپوردیوی" سے ہوا تھا اس کی تصدیق ہانسی میں پائے گئے ایک کتبہ سے نیز "ہمیر مہاکاویہ" اور "سرجن چرتر" سے ہوتی ہے۔ ہمیر مہاکاویہ کو نین چندر نے پندرھویں صدی بکرمی میں ترتیب دیا۔ سرجن چرتر میں بوندی کے راجہ سرجن سین کے سوانح حیات درج ہیں اور سترھویں صدی بکرمی میں لکھی گئی۔

صرف تین چار ہزار اشلوک لکھے تھے۔ اس کے بعد اس کے لڑکے جلّن چند نے آخری دس باب لکھ کر راسو کو ختم کر دیا تھا۔ بعد کے لوگوں نے اس میں اضافے کئے۔ اکبر نے راسو کو سنا تھا اور اس کی ہمت افزائی سے اس زمانہ میں بہت سے راسو لکھے گئے۔ نانو رام کا دعویٰ ہے کہ اس کے پاس اصلی راسو کی نقل موجود ہے لیکن پنڈت جی موصوف اس سے جو بسنگے کی جو نقل ہمراہ لائے تھے وہ بالکل اوٹ پٹانگ اور ردی نکلی۔

مہامہوپادھیائے پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا راسو کو سترھویں صدی کا ایک نہایت لغو اور جعلی دستاویز قرار دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ "اس میں چوہانوں، چالوکیوں، پرتہار اور پرماروں کی پیدائش چوہانوں کی بنشاولی (شجرہ)، پرتھوی راج کی ماں، بہن، لڑکے، رانیاں نیز بہت سے واقعات اور اُن کے سنین سب کے سب غلط اور فرضی ہیں۔ زبان و بیان کے اعتبار سے بھی یہ تصنیف پُرانی نہیں ہے۔" آگے لکھتے ہیں کہ "بعض لوگ یہ کہہ کر مغالطہ میں ڈالتے ہیں کہ راسو میں بعد کو اضافے ہوتے رہے ورنہ پہلے یہ بھاری بھرکم کتاب نہیں تھی حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب ایک ہی وقت میں ترتیب دی گئی ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ راجہ کرولی کے درباری شاعر پنڈت جدونا تھ جو چند کوی کی نسل سے ہیں اس میں ۰۰۰ ۱۰۰ اشلوکوں کا ہونا شروع ہی سے تسلیم کرتے ہیں۔"

بہرحال چند کوی نے جو کچھ لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ "چوہان راجپوت آبو پہاڑ پر کئے گئے یگیہ کی وجہ سے آگ سے پیدا ہوئے، راجہ پرتھوی راج اجمیر کے راجہ سومیسور کے لڑکے اور ارنوجی کے پوتے تھے۔ سومیسور کو دہلی کے راجہ اننگ پال کی لڑکی کملا منسوب تھی اسی سے پرتھوی راج نے جنم لیا۔ اننگ پال کی دوسری لڑکی سندری قنوج کے راجہ جے چند کے والد وجے پال کو منسوب تھی۔ اننگ پال نے اپنے نواسے پرتھوی راج کو اپنا متبنیٰ کیا۔ جے چند اور پرتھوی راج میں کشیدگی اسی وجہ سے پیدا ہوئی بعد کو راج سوئیہ یگیہ اور سنجوگتا کے سوئمبر کی وجہ سے دشمنی میں اضافہ ہو گیا۔ پرتھوی راج اور محمد غوری میں گیارہ لڑائیاں ہوئیں۔ محمد غوری کو دو مرتبہ گرفتار کر کے چھوڑ دیا گیا۔ آخر میں محمد غوری کو قنوج و گجرات کے راجاؤں نے پرتھوی راج پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ محمد غوری

پرتھوی راج کو گرفتار کر کے غزنی لے گیا اور وہاں لے جا کر قید کر دیا۔ چند بردائی بھیس بدل کر غزنی پہونچا اور پرتھوی راج سے ملاقات کی۔ آخر میں پرتھوی راج کے تیر سے محمد غوری مارا گیا اور پھر دونوں ایک دوسرے کو مار کر مر گئے۔" درمیان میں جگہ جگہ اور بھی بہت سی فرضی داستانیں ہیں۔ محمد غوری اور پرتھوی راج میں دشمنی کا اصل سبب یہ بتایا ہے کہ محمد غوری کے دربار میں حسین شاہ نام کا ایک سردار تھا اس کی بیوی "چتر ریکھا" نہایت حسین تھی جس کو محمد غوری اپنے عقد میں لینا چاہتا تھا اس پر یہ دونوں غزنی سے بھاگ کر پرتھوی راج کی شرن (پناہ) میں آ گئے۔ محمد غوری نے ان دونوں کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن پرتھوی راج نے پناہ گزیں کو واپس کر دینا اپنی توہین سمجھا وغیرہ وغیرہ

اب آئیے ذرا اس کے واقعات پر ایک تحقیقی نظر ڈالیں۔

راسو پر تحقیقی نظر

ڈاکٹر بولر نے سنسکرت کی کتابوں کی تلاش میں کشمیر کا سفر کیا تھا وہاں انھیں سنسکرت کی ایک کتاب ہاتھ لگی۔ کتاب کا نام "پرتھوی راج وجے" ہے جس کو جیانک کوی نے تصنیف کیا ہے۔ اس کتاب پر کلہن کی راج ترنگنی کے مفسر جون راج المتوفی سنہ ۱۴۳۰ء سمبت کے حواشی درج ہیں۔ پرتھوی راج وجے میں جو کچھ لکھا ہے وہ چند بردائی کے راسو کے بالکل خلاف ہے۔

(۱) اس کے لکھے ہوئے واقعات کی تصدیق ان تمام کتبہ جات سے ہوتی ہے جو ۱۰۳۰ سے ۱۲۲۶ سمبت بکرمی تک پائے گئے۔ اس کتاب میں جو شجرے درج ہیں ان کی صحت مالوہ اور گجرات کے کتبہ جات سے ہوتی ہے۔

(۲) پرتھوی راج وجے کے مطابق سومیشور کا بیاہ چیدی کے راجہ اچل راج عرف تیجل کی لڑکی "کرپور دیوی" سے ہوا تھا اس کی تصدیق ہانسی میں پائے گئے ایک کتبہ سے نیز "ہمیر مہاکاویہ" اور "سرجن چرتر" سے ہوتی ہے۔ ہمیر مہاکاویہ کو نین چندر نے پندرھویں صدی بکرمی میں ترتیب دیا۔ سرجن چرتر میں بوندی کے راجہ سرجن سین کے سوانح حیات درج ہیں اور سترھویں صدی بکرمی میں لکھی گئی۔

(۳) پرتھوی راج دجے میں راجہ سومیسور کے صرف دو لڑکوں کے نام آئے ہیں ایک ہر راج اور دوسرا پرتھوی راج۔ پرتھوی راج گدی کا مالک ہوا لیکن چونکہ وہ نابالغ تھا اس لئے اس کی ماں کرپور دیوی "کادمب بام" وزیر کی مدد سے ریاست کا کام ایک عرصہ تک چلاتی رہی۔ اس کتاب میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ اننگ پال نے پرتھوی راج کو گود لیا یا پرتھوی راج کا سنجوگتا سے بیاہ ہوا

(۴) ۱۲۲۶ سمبت کے بجولیا (واقع راجپوتانہ) والے کتبہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سومیسور کے بڑے بھائی بیلدیو یا وگرہ راج چہارم نے دلی اور ہانسی کو بزورِ شمشیر فتح کر کے اجمیر میں ملا لیا۔ طبقات اکبری سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ فارسی مورخوں نے پرتھوی راج کو اجمیر کا راجہ مانا ہے۔ دلی کا راجہ پرتھوی راج کا لڑکا گوبند راج تھا اور ترائن کی پہلی لڑائی میں محمد غوری اسی کے بھالے سے زخمی ہوا تھا۔

راسو کے بموجب راجپوتوں کے ۳۶ خاندان ہیں جن میں سے چالوکیہ (سولنکی)، چوہان، پرتھار اور پرمار اگنی کنڈ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس روایت کے بخلاف چالوکیوں کا "اگنی کل" کے بجائے چندر بنشی ہونا ثابت ہوتا ہے اس کی تصدیق تیرھویں صدی بکرمی کے ایک فرمان سے ہوتی ہے جو کسی چالوکیہ (سولنکی) راجہ کا ہے۔ اجمیر میں "ڈھائی دن کے جھونپڑے" کی ایک تحریر سے، ہمیر مہا کاویہ سے نیز پرتھوی راج وجے نامک سے چوہانوں کا سورج بنشی ہونا مسلم ہے۔ پرتھار اپنے کو رگھو بنشی بتاتے ہیں صرف پرمار اپنا نکاس اگنی کنڈ سے سمجھتے ہیں۔

(۶) اسی طرح ۳۶ خاندانوں کا لقب "راجپوت" بھی محل نظر ہے کیوں کہ ادبی و تاریخی روایات کی بنا پر یہ لقب مہارانا "کمبھا" کے زمانہ سے یعنی پندرھویں صدی سے شروع ہوتا ہے ورنہ اس سے پیشتر راجپوتوں کو ٹھاکر، راول، رائے و رانا وغیرہ ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔

(۷) راسو کی بدولت اُردو ہندی کے تذکرہ نگار بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے۔ انھوں نے اس کتاب کو بارہویں صدی عیسوی کا سمجھ کر زبان کے ارتقائی منازل کو سمجھنے کی کوشش کی۔ راسو میں ۱۰ فیصدی فارسی الفاظ کا ذخیرہ ہے جب کہ اس عہد کی دوسری کتابیں اس تناسب کی حامل نہیں مثال کے طور پر ہیم چندر (۱۱۵۰ تا ۱۲۳۰ سمبت بکرمی)، سوم پربھ سوری (۱۲۴۱ سمبت)

ودیا دھر (۱۲۵۰ سمبت)، نرپت نالھ کوی (۱۲۱۲ سمبت)، مدھوکر کوی (۱۲۲۴ تا ۱۲۴۳ سمبت) کے کلام کو دیکھئے اور اس کا مقابلہ راسو کی زبان سے کیجئے زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ مختصر آیہ کہ بارہویں صدی سے پندرہویں صدی بکرمی تک زبان کے جو نمونے دوسری کتابوں میں ملتے ہیں ان سے مقابلہ کرنے پر راسو کی زبان سولہویں صدی بکرمی کی ثابت ہوتی ہے۔

(۴) اگر چند بردائی نام کے کسی شاعر نے "پرتھوی راج راسو" کو رائے پتھورا کے زمانہ میں لکھا ہوتا تو درج ذیل تاریخی واقعات کی غلطیاں اس سے ہرگز سرزد نہ ہوتیں مثلاً

(الف) راسو کے ۲۱ ویں باب کے مطابق پرتھوی راج کی بہن پرتھا (پرتھوی بائی) کا بیاہ راناسمر سنگھ کے ساتھ ہوا تھا جو دوسری لڑائی میں محمد غوری کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ روایت سر تا سر غلط ہے کیوں کہ پرتھوی راج کی موت ۱۲۴۸ سمبت بکرمی میں ہوئی اس وقت سمر سنگھ کا دادا جیتر سنگھ اور باپ تیج سنگھ دونوں بقید حیات تھے۔ جیتر سنگھ کا ۱۳۰۹ سمبت اور تیج سنگھ کا ۱۳۲۴ سمبت تک زندہ رہنا ثابت ہے۔ سمر سنگھ کے عہد کے آٹھ سنگین کتبہ جات میں سے ایک ۱۳۳۰ سمبت اور دوسرا ۱۳۵۸ سمبت کا ہے ان کی رو سے پرتھوی راج کی موت کے ۱۰۹ برس بعد سمر سنگھ کا زمانہ ہے اس صورت میں اس کی شادی پرتھا سے کیوں کر ہو سکتی تھی۔

(ب) راسو کے مطابق گجرات کے راجہ بھیم نے پرتھوی راج کے والد سومیسور کو قتل کیا جس کا بدلہ پرتھوی راج نے راجہ بھیم کو مار کر لیا۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ راجہ بھیم ۱۲۳۵ سمبت بکرمی میں گدی پر بیٹھا اس وقت وہ صغیر سن تھا۔ سومیسور کی موت ۱۲۳۶ سمبت میں ہوئی اس صورت میں وہ سومیسور کو کیسے قتل کر سکتا تھا۔ راجہ بھیم کے عہد کے کتبہ جات ۱۲۶۵ تا ۱۲۹۶ سمبت بکرمی دستیاب ہو چکے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ پرتھوی راج کے ۵۰ سال بعد تک زندہ رہا۔ پھر پرتھوی راج نے اس کو کیسے مارا۔

(ج) راسو کے اندر سب سے زیادہ عجیب بات محمد غوری کی گرفتاری اور رہائی ہے۔ محمد غوری کو آبو کے پرمار راجہ سلکھ نامی نے ۱۱۳۶ سمبت میں گرفتار کر لیا حالانکہ اس وقت محمد غوری پیدا بھی

نہیں ہوا تھا - وہ ۱۲۳۰۵ سمبت میں غزنی کا حاکم بنایا گیا - اس کے علاوہ آبو کی تاریخ میں سلکھ نام کا کوئی راجہ کسی زمانہ میں نہیں ہوا -

(د) راسو کی روایت کے بموجب پرتھوی راج نے گیارہ برس کی عمر سے لے کر ۳۶ برس کی عمر تک چودہ شادیاں کیں - ان شادیوں کی حقیقت بھی شیخ چلی کی کہانیوں سے زائد نہیں - اس کا پہلا بیاہ منڈاور کے پرتھار راجہ ناہر رائے کی لڑکی سے ہونا بتایا گیا ہے - اس خاندان کے شجرۂ نسب کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ناہر رائے کا دورِ حکومت ۸۳۷ء سے پہلے تھا اور اس خاندان کا اقتدار بارہویں صدی سے بہت پہلے ختم ہو چکا تھا -

پرتھوی راج کا دوسرا بیاہ ۱۳ سال کی عمر میں آبو کے راجہ جبنیت کی بہن "اچھنی" سے ہوا تھا حالانکہ آبو کی تاریخ میں نہ تو راجہ جبنیت ہی کا پتہ چلتا ہے اور نہ اس کے خاندان کا -

(ہ) اسی ۱۱۳۹ انند سمبت مطابق ۱۲۳۰ بکرمی سمبت میں پرتھوی راج کا سمندر شیکھر کے یادو راجہ وجے پال کی لڑکی پدماوت سے شادی کرنا یا جے چندر والیٔ قنوج کے اشو میدھ یگیہ کی کہانی یا سنجوگتا کا سوئمبر یہ سب باتیں تاریخی حقیقت کے خلاف ہیں سمبت ۱۴۶۰ میں گوالیار کے تومر راجہ بیرم دیو کے درباری شاعر "نین چندر یا نے چند" نے ہمیر مہا کاویہ میں پرتھوی راج کی اور "رمبھا منجری" میں جے چندر کی بڑی تعریف کی ہے لیکن دونوں کتابوں میں سے کسی میں بھی پرتھوی راج اور جے چندر کی آپس کی کشمکش کا نہ کہیں ذکر ہے اور نہ اشو میدھ یگیہ اور سنجوگتا کے سوئمبر کا کہیں حال لکھا ہے - "پرتھوی راج وجے" اور "پربندھ کوش" بھی جے چندر اور پرتھوی راج کے دشمنی کے واقعات نیز سوئمبر کے ذکر سے خالی ہیں -

(و) راسو کی مذکورہ بالا بے سر و پا باتوں کے علاوہ دو باتیں سب سے زیادہ مزے دار ہیں جو آٹھویں اور پندرھویں باب میں ملتی ہیں - ان میں سے پہلی یہ ہے کہ راول سمر سنگھ کا بڑا بیٹا کمبھا باپ سے ناراض ہو کر سلطان بیدر کے پاس چلا گیا - دوسری یہ کہ راجہ پرتھوی راج کے باپ سومیسور اور خود پرتھوی راج نے مغلوں سے جنگ کی - جس میں مغل نامی سردار گرفتار

کر لیا گیا اور اس کا بیٹا بازید خاں مارا گیا۔ یا جس وقت پرتھوی راج الجھنی کو بیاہ کر مع جہیز اجمیر کو لوٹ رہا تھا تو راستہ میں میواڑ کے مغلوں سے اس کی جنگ ہوئی ظاہر ہے کہ بیدر کی سلطنت ۱۳۴۷ء میں قایم ہوئی اور مغلوں کا نام تو شاید اس زمانہ میں کسی نے سنا بھی نہ تھا۔

(سنہ) غرض کہ راسو میں نہ تو واقعات ہی تاریخی معیار پر صحیح اترتے ہیں اور نہ اُن کے سنین چند بردائی نے پرتھوی راج کی پیدائش ۱۱۱۵ سمبت، متبنیٰ کئے جانے کی تاریخ ۱۱۲۲ سمبت سنجوگتا کو قنوج سے لانے کا سنہ ۱۱۵۱ سمبت اور محمد غوری سے پہلی لڑائی ۱۱۵۸ سمبت میں ہونا بتائی ہے۔ لیکن اب تک جو فرمان یا کتبہ جات ملے ہیں اور جن میں پرتھوی راج، جے چند اور پرمرد دیو یعنی مہوبہ کے راجہ پرمال کا نام آتا ہے وہ بالترتیب یہ ہیں۔ پرتھوی راج کے ۴ جو ۱۲۲۴ تا ۱۲۴۴ سمبت تک کے ہیں۔ جے چند کے ۱۲ ہیں جو ۱۲۲۴ سے ۱۲۴۳ سمبت کے اور پرمرد دیو کے ۶ ہیں جو ۱۲۲۳ سے ۱۲۵۸ سمبت تک کے ہیں۔ ان میں سے ایک کتبہ ۱۲۳۹ سمبت کا ہے جس میں پرتھوی راج اور راجہ پرمرد دیو کی لڑائی کا ذکر ہے۔ اِن فرامین و کتبہ جات کے سمبت فارسی مورخین کی دی ہوئی تاریخوں سے ملتے جلتے ہیں مثلاً فارسی مورخین نے محمد غوری اور پرتھوی راج کی پہلی لڑائی کا ہونا ۵۸۷ ہجری یعنی ۱۲۴۸ سمبت مطابق ۱۱۹۱ عیسوی میں بتایا ہے اس لئے مذکورہ بالا کتبہ جات وغیرہ کے سمبتوں کی صحت میں کسی شک و شبہ کی گنجایش نہیں پھر بھی راسو کے دئے ہوئے سمبتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے پنڈت موہن لال وشنو لال پانڈیہ اور رائے بہادر پنڈت شیام سندر داس نے ناکام کوشش کی ہے۔ انھوں نے راسو کے سنین کو بکرمی سمبت کے بجائے انند سمبت مانا اور اس طرح ۹۱ سال کے فرق سے فائدہ اٹھانا چاہا لیکن وہ اپنے مفروضہ میں ناکام رہے۔ مثال کے طور پر ایک تاریخی واقعہ کو لیجئے۔ راسو کے مطابق پرتھوی راج کی پیدائش ۱۱۱۵ سمبت میں ہوئی۔ اس کو ذرا دیر کے لئے انند سمبت مان لیجئے۔ اس کو بکرمی سمبت بنانے کے لئے ۹۱ سال اس میں اور جوڑ دیجئے تو ۱۲۰۶ بکرمی سمبت بنا لیکن یہ وہ سنہ ہے جب کہ پرتھوی راج کے والد ابھی صغیر سن تھے اس طرح اُن کی شادی یا پرتھوی راج کی پیدائش